52- "Law to check working of religious schools soon", *The News* Islamabad, January 2, 1995, p.12.

53- Ministry of Education, Government of Pakistan, "Education Sector Reform: Action plan 2001-2004", January 1, 2002.

۵۴- اس بورڈ میں درج ذیل اعلیٰ عہدیدار شامل ہیں: وزارت تعلیم اور وزارت مذہبی امور کے سیکرٹری، چیئرمین یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (اب ہائرایجوکیشن کمیشن)، اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین کے نامزد کردہ کونسل کے ممبران میں سے دو علماء، ڈائریکٹر جنرل دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، چاروں صوبوں کے سیکرٹری تعلیم، وفاق المدارس، تنظیم المدارس، رابطۃ المدارس کے ناظمین۔

55-" No help without registration: Ordinance okayed", *Dawn,* june 20, 2002, p.1

56- Rauf Klasra, "Curicula of 8,000 Madaris being Changed", *The News,* June 10, 2002, p.1.

57- "Auqaf Department has no record of Madaris", *Dawn,* January 14, 2002, Sec. National, p.13.

اسلامی دینی سکول، مدارس: پس منظر

تحریر: فیبے آرمینس*

ترجمہ: محمد زبیر عباسی

۱۱ستمبر۲۰۰۱ء کے دہشت گرد حملوں کے بعد سے مشرق وسطیٰ، مرکزی وجنوبی ایشیا میں واقع اسلامی مذہبی سکولوں (مدارس) میں امریکہ کے تجزیہ نگاروں اور خارجہ پالیسی کی تشکیل میں شامل افسروں کی دلچسپی میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ یہ مدارس اس وقت توجہ کا مرکز بنے جب یہ معلوم ہوا کہ زیادہ تر طالبان رہنماؤں اور القاعدہ کے ارکان نے اپنے شدت پسند سیاسی نظریات پاکستان میں موجود مدارس میں سیکھے تھے۔ ان میں سے کچھ مدارس پر الزام عائد کیا جاتا ہے کہ انہیں سعودی ذرائع نے تعمیر کروایا اور مالی امداد بھی فراہم کی۔ یہ انکشافات ان الزامات کا باعث بنے ہیں کہ مدارس اسلامی شدت پسندی اور جنونیت کو فروغ دے رہے ہیں اور یہ دہشت گردی کی جڑیں ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ الزام غیر منصفانہ ہے کہ مدارس امریکہ مخالف جذبات کو ہوا دیتے ہیں۔ وہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ایسے ممالک میں جہاں لاکھوں مسلمانوں کو غربت اور تعلیمی سہولیات کی پسماندگی کا سامنا ہے، یہ مدارس ایک اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

پس منظر

عربی لفظ مدرسہ کے عام طور پر دو مطلب لیے جاتے ہیں۔ اپنے عام، لفظی اور رائج استعمال میں اس سے مراد ''سکول'' ہے۔ اپنے اصطلاحی معنوں میں مدرسہ سے مراد ایک ایسا تعلیمی ادارہ ہے جو اسلامی مضامین کی تعلیم دیتا ہے۔ ان مضامین میں قرآن، احادیث رسول [صلی اللہ علیہ وسلم]، فقہ اور قانون شامل ہوتے ہیں۔ لیکن مدرسے کا نصاب صرف انہی مضامین تک محدود نہیں ہوتا۔ تاریخ کے مطالعے سے پتہ

* Febe Armanios, "Islamic Religious Schools, Madrassas: Background", CRS Report for Congress, Order Code RS 21654, Oct 29, 2003. (Congressional Research Service, the Liberary of Congress)

چلتا ہے کہ مدارس اعلیٰ تعلیم کے اداروں کے طور پر جانے جاتے تھے جبکہ بنیادی تعلیم کے لیے ''کُتّاب'' [مکتب] موجود تھے جہاں صرف قرآن پاک کی تعلیم دی جاتی تھی۔ حال ہی میں مدرسہ سے مراد ایک ایسا پرائمری، سکینڈری یا ہائی سکول لیا جاتا ہے جو اسلامی نصاب تعلیم کو فروغ دے۔ تاہم بہت سے ممالک، مثلاً مصر اور لبنان میں، مدرسے سے مراد کوئی بھی تعلیمی ادارہ ہے، چاہے وہ سرکاری ہو یا نجی، مذہبی ہو یا غیر مذہبی۔ پاکستان اور بنگلہ دیش میں مدرسے سے مراد مذہبی سکول لیا جاتا ہے۔ یہ ایک اہم معنوی علامت ہے کیونکہ مختلف تمدنی، سیاسی اور جغرافیائی تناظر میں ''اصلاح مدارس'' کی مختلف جہات ہوسکتی ہیں۔ اس مضمون میں جہاں واضح طور پر کچھ اور نہ بتایا گیا ہو، مدرسے کی اصطلاح سے مراد پرائمری یا سکینڈری درجے کا مذہبی سکول ہوگا۔

تاریخ

تحصیل علم کے ایک ادارے کی حیثیت سے مدرسے کی تاریخ صدیوں پرانی ہے۔ اولین مدرسہ نظامیہ بغداد میں گیارہویں صدی عیسوی میں وجود میں آیا۔ یہ مدارس خوراک، رہائش اور تعلیم مفت فراہم کرتے تھے جو سارے عالم اسلام میں تیزی سے پھیل گئے۔ اگرچہ مختلف جگہوں پر نصاب میں فرق تھا، لیکن ان کا مزاج ہمیشہ مذہبی رہا کیونکہ ان کا اولین مقصد مستقبل کے لیے مذہبی علماء تیار کرنا تھا۔ کلاسیکی عربی زبان پر خاص زور دیا جاتا تھا، اساتذہ خطبہ (لیکچر) دیتے جسے طلباء زبانی یاد کرتے، انیسویں اور بیسویں صدی میں جب مغربی نوآبادیاتی نظام کا دور دورہ ہوا تو پورے عالم اسلام میں سیکولر ادارے مذہبی سکولوں کی اہمیت کو گھٹانے کے لیے میدان عمل میں آئے۔ تاہم ۷۰ء کی دہائی میں جب مذہبی تعلیم اور ایران و پاکستان جیسے ممالک میں مذہبی سیاست میں دلچسپی بڑھی تو مدارس کو از سر نو زندہ کیا گیا۔ ۸۰ء کی دہائی میں پاکستان اور افغانستان میں مدارس کو امریکہ، یورپی حکومتوں اور سعودی عرب کی مالی امداد سے پروان چڑھایا گیا۔ ان تمام حکومتوں کے خیال میں یہ مدارس روس مخالف جنگجو مجاہدین کی بھرتی کے مراکز تھے۔ ۹۰ء کی دہائی کے آغاز میں افغانی مسلمان ملاؤں اور طالب علموں نے طالبان تحریک کو تشکیل دیا۔ ان میں سے اکثریت ان سابق مجاہدین کی تھی جو ان مدارس سے فارغ التحصیل تھے اور یہیں سے انہوں

نے تربیت پائی تھی۔ یہ شدت پسند اسلام کے حامی تھے جو سعودی عرب میں رائج وہابیت * سے متشابہ تھا۔

مدارس اور دیگر تعلیمی اداروں میں تعلق

بہت سے مسلم ممالک میں مدارس وسیع تعلیمی ڈھانچے کے ایک جزو کے طور پر موجود ہیں۔ جو لوگ بھاری فیس ادا کر سکتے ہیں ان کے لیے غیر سرکاری تعلیمی ادارے قائم ہیں جہاں پر خیال کیا جاتا ہے کہ طلباء اعلیٰ معیار کی مغربی تعلیم پاتے ہیں۔ لیکن نسبتاً کم خرچ ہونے کی بنا پر اکثر لوگ سرکاری سکولوں (جہاں یہ سہولت دستیاب ہو) کا رخ کرتے ہیں۔ تاہم کچھ سالوں سے غریب قوموں میں لوگوں نے بچوں کو مدارس میں بھیجنا شروع کیا ہے کیونکہ اخراجات میں اضافہ ہوا ہے اور سرکاری سکول کم ہیں۔ سرکاری تعلیمی نظام کے حامیوں کا خیال ہے کہ موجودہ سکولوں میں بہتری اور نئے سکولوں کی تعمیر سے مذہبی مدارس کا متبادل پیش کیا جا سکتا ہے۔ دیگر لوگوں کا خیال ہے کہ اصلاحات کو بنیادی طور پر مدارس میں لانا چاہیے تا کہ ان عوامی اداروں میں جامع نصاب کو یقینی بنایا جا سکے۔ ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی (US AID) کی ۲۰۰۳ء کی رپورٹ ''مسلم ممالک میں تعلیم کی تقویت'' (Strengthenthemins Education in Muslim World) میں ان دونوں آراء کی حمایت کی گئی ہے۔

نصاب تعلیم

اگرچہ ایسے سکول موجود ہیں جو دنیوی مضامین کی تعلیم دیتے ہیں، مدارس عام طور پر قرآن اور اسلامی نصوص پر مبنی مذہبی نصاب ہی پیش کرتے ہیں۔ کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ پاک افغان سرحد پر واقع کچھ مدارس بنیادی مذہبی تعلیم سے ہٹ کر اسلام کی حربی شکل کو فروغ دے رہے ہیں، وہ مسلمانوں کو کافروں سے لڑانے کے لیے ابھار رہے ہیں اور انہیں اس برائی کے خلاف اٹھ کھڑا ہونے کے لیے کہہ رہے ہیں جسے وہ مغرب کی اخلاقی سیاہ کاری سمجھتے ہیں۔ دیگر مبصرین کا خیال ہے کہ یہ لوگ اسلامی

* لفظ وہابی، مسلمان عالم محمد بن وہاب (۱۷۰۳ء-۱۷۹۰ء) سے منسوب ہے۔ وہابیت سنی اسلام کی بہت رجعت پسندانہ شکلوں میں سے ایک ہے۔ اس کا بنیادی نقطۂ نظر یہ ہے کہ یہ خدا کی مطلق وحدانیت اور خالص ور جعت پسند اسلام (جیسا کہ قرآن اور نبی [صلی اللہ علیہ و سلم] کی زندگی میں دیا گیا ہے) پر زور دیتے ہیں۔ (مصنف)

تعلیمات سے بے بہرہ ہیں اور صرف اور صرف تشدد کی تعلیم پر توجہ مرکوز کیے ہوئے ہیں۔US AID کا ایک حالیہ مطالعہ مدرسوں اور شدت پسند گروپوں کے درمیان تعلقات کو ''شاذ لیکن باعث تشویش'' قرار دیتا ہے۔ اسی مطالعے میں مزید یہ کہا گیا ہے کہ ''صرف معیاری تعلیم ہی نیم پختہ نوجوانوں کو دہشت گرد گروہوں سے دور نہیں رکھ سکتی''۔

بعض ذرائع کے مطابق حتیٰ کہ اعتدال پسند سکولوں میں بھی طالب علموں کو ''غیر اخلاقی'' اور ''مادی'' مغربی تہذیب کو رد کرنے کی ہدایات دی جاتی ہیں۔ کچھ مغربی اور اسلامی ماہرین تعلیم یہ اندیشہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ تسلیم و رضا کے پیکر مدارس اپنے لگے بندھے نصاب اور فرسودہ طرز تعلیم سے ایسے افراد پیدا کرتے ہیں جو نہ تو تربیت یافتہ ہوتے ہیں اور نہ ہی جدید ورک فورس کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ مدارس کے حامیوں کا خیال ہے کہ ایسا رسمی نظام تعلیم مستند اسلامی ورثے کی حفاظت کا ضامن ہے۔ کیونکہ مدرسہ سے فارغ التحصیل لوگوں کی رسائی صرف محدود علم تک ہی ہوتی ہے اس لیے وہ صرف مذہبی حلقے میں ہی مبلغ، امام مسجد یا عالم دین کے طور پر خدمات سرانجام دیتے ہیں۔

سماجی و معاشی عناصر

مدارس چونکہ مفت تعلیم اور رہائش فراہم کرتے ہیں اس لیے غریب خاندانوں اور افراد کے لیے ان میں کشش ہے۔ بحیثیت مجموعی یہ مذہبی سکول سچے اور پکے مسلمانوں کے چندے سے چلتے ہیں۔ جسے عربی میں زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔ زکوٰۃ پانچ ارکان اسلام میں سے ایک ہے۔ آمدنی میں سے ایک طے شدہ حصہ مخصوص خیراتی مقاصد کے لیے مختص کیا گیا ہے اور رواج یہ ہے کہ زکوٰۃ کا ایک حصہ مذہبی سکولوں کو دیا جاتا ہے۔ تقریباً تمام ہی مدارس مردانہ تعلیم کے لیے ہیں تاہم ایک محدود تعداد زنانہ مدارس کی بھی ہے۔

مدارس کی حالیہ صورت حال کی مثالیں:

سعودی عرب کا کردار:

حالیہ سالوں میں اسلامی خیراتی اداروں کو سعودی امداد اور سعودی نصاب تعلیم کی برآمد دنیا بھر کی توجہ

کا باعث بنے ہیں۔ اگرچہ سعودی عرب میں قائم سکولوں میں اسلامی تعلیمات کے علاوہ بھی دیگر مضامین پڑھائے جاتے ہیں تاہم رجعت پسند اسلامی تعلیمات نظام تعلیم میں نفوذ کر چکی ہیں۔ ۱۱ ستمبر کے بعد کے واقعات کے تناظر میں سعودی عرب کا گہرا جائزہ لینے کے بعد ماہرین کی رائے ہے کہ سعودی نصاب تعلیم مغرب اور سامی مخالف [یہود دشمنی کے] جذبات کے فروغ کا باعث ہے۔ سعودی عرب کی سرکاری نصابی کتب شیعہ اسلام اور ایسی اسلامی رسمیں جو وہابی نظریات سے مطابقت نہیں رکھتیں، کی مذمت کرتی ہیں۔ ان الزامات کے جواب میں اور ۲۰۰۲ء میں سرکاری کتب کا جائزہ لینے کے بعد سعودی وزیر خارجہ نے بیان دیا کہ سعودی حکومت کے سروے کے مطابق نصابی کتب کا ۵ فیصد مواد ''ناخوشگوار'' اور ۱۰ فیصد قابل اعتراض ہے۔ جبکہ ۸۵ فیصد میں اس چیز کی ضرورت ہے کہ اس کے ذریعے دیگر مذہب کو سمجھا جا سکے۔ فوراً ہی حکومت نے عہد کیا کہ وہ قابل اعتراض حصوں کو نصاب سے خارج کر دے گی اور اساتذہ کی اس طرح تربیت کرے گی کہ وہ رواداری کو فروغ دیں۔ لیکن متشکک حضرات ان سکولوں میں اصلاحات کے نفاذ کے لیے حکومت کی رضامندی اور اہلیت کو شبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

سعودی چندے سے چلنے والے سکولوں، جامعات اور مساجد جو بہت سے ممالک بشمول بنگلہ دیش، بوسنیا، انڈونیشیا، پاکستان، ازبکستان اور حتیٰ کہ امریکہ میں واقع ہیں، کے ذریعے شدت پسند اسلام کے فروغ کو تشویش کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ کچھ لوگ سعودی وہابیت کی تعلیم کو مسلم دنیا کے دیگر حصوں میں پائے جانے والے معتدل اعتقادات و روایات کے لیے خطرے کا باعث گردانتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں فرق کرنا چاہیے اس چندے میں جو کہ خیراتی کاموں مثلاً مدارس کی تعلیم میں استعمال ہوتا ہے اور وہ چندہ جو کھلے یا چھپے طور پر ان مدارس میں شدت پسندی کی تعلیم کے لیے لگایا جاتا ہے۔ سعودی پالیسیوں کے ناقدین الزام دھرتے ہیں کہ سعودی حکومت نے ایسے خیراتی اداروں کو چندہ اکٹھا کرنے کی اجازت دی ہے یا انہیں حوصلہ دیا ہے جو القاعدہ سے منسلک ہیں جبکہ القاعدہ کو امریکی حکومت نے ۱۱ ستمبر کے واقعات کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ ۲۰۰۳ء میں سعودی حکومت نے اعلان کیا کہ وہ غیر سرکاری خیراتی و اعانتی اداروں پر غیر ممالک میں چندہ فراہم کرنے پر پابندی لگا رہی ہے تاوقتیکہ نئے ضوابط وضع نہ کر لیے جائیں جن کے ذریعے یہ یقین دہانی ہو کہ مالی امداد دہشت گرد تنظیموں تک نہیں پہنچتی۔ یہ

حکومتی ضوابط کس حد تک کارگر ثابت ہوتے ہیں یہ دیکھنا ابھی باقی ہے۔

پاکستان

دس ہزار سے زیادہ مدارس کی موجودگی کے باعث پاکستان کا تعلیمی ڈھانچہ امریکہ کے لیے حالیہ تشویش کا باعث ہے۔ غربت اور پسماندگی کی اقتصادی صورت حال میں بہت سے پاکستانیوں نے تعلیم و رہائش کے لیے مدارس کا رخ کیا ہے۔ افغانستان سے بے دخل کیے گئے طالبان اور القاعدہ کے چند مدارس سے تعلقات کی وجہ سے بعض مبصرین کا خیال ہے کہ پاکستانی سکولوں میں اصلاحات، امریکہ مخالف دہشت گردی کا مقابلہ کرنے اور نئی قائم کردہ افغان حکومت کے استحکام کے لیے نہایت اہم ہے۔ معاشی ترغیبات کے ذریعے پاکستانی حکومت مدارس کی رجسٹریشن کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ یہ رجسٹریشن اسی کوشش کا حصہ ہے کہ جس کے ذریعے حکومت یہ ظاہر کرنا چاہتی ہے کہ وہ مدارس کے نصاب کی نگرانی کرے اور اس چیز کو یقینی بنائے کہ یہ مدارس تشدد پھیلانے کا باعث نہیں ہیں۔ جولائی ۲۰۰۳ء میں ابتدائی مزاحمت کا سامنا کرنے کے بعد پاکستانی حکومت نے ایسے مدارس جو رجسٹریشن کے مراحل کی پابندی کریں کو اضافی مراعات سے نوازنے کا اعلان کیا ہے۔ ان مراعات میں اساتذہ کی بہتر تربیت، تنخواہیں، نصابی کتب اور کمپیوٹرز شامل ہیں۔

توجہ کے حامل دیگر ممالک

حال ہی میں جنوب مشرقی ایشیا میں مدارس کی ہر دلعزیزی میں اضافہ ہوا ہے۔ مثال کے طور پر انڈونیشیا میں جو آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا مسلم ملک ہے، ۲۰، ۲۵ فیصد پرائمری اور سیکنڈری سکول کے بچے دینی مدارس میں جاتے ہیں۔ دیگر مدارس کے برعکس انڈونیشیا کے مدارس معتدل اسلامی تعلیم کے حوالے سے جانے جاتے ہیں، ایسی تعلیم جو اسلامی تصوف یا صوفی ازم کا احاطہ کرتی ہے۔ تاہم سعودی نژاد تنظیم الحرمین، ۲۰۰۳ء سے پہلے تک جب سعودی حکومت نے اسے تمام عالمی سرگرمیوں کو بند کرنے کا حکم دیا، انڈونیشیا میں کچھ تعلیمی ادارے چلا رہی تھی، اس تنظیم کی کچھ شاخوں کو امریکہ نے دہشت گردی کا ذریعہ ترسیل قرار دیا ہے۔